اسلامی فلاحی ریاست کاتصور ریاستِ مدینہ کے تناظر میں

The concept of Islamic welfare state in the Context of the state of Madinah

*ڈاکٹر زینت ہارون

ABSTRACT

Concept of welfare state: state of Madinah perspective welfare state is an ultimate need of our contemporary world. The paradigm of this need is the state of Madinahs where the rights of citizens were protected by different actions – The charter of Madinah, brotherhood between the migrants and locals.

Prophet Muhammad (ﷺ), had of the state of Madinah in In His farewell message rejected all kind of discriminations and gauranted the right of every humanbeing.

My article is in above mentioned perspective.

تعلیماتِ نبویﷺ کی روشنی میں اسلامی فلاحی ریاست کاتصور آتے ہی مدینہ منورہ کانام ذہن میں آتاہے، پہلی اسلامی ریاست جہاں مسلمانوں کا مختصر سا گروہ،ایک گروہ کی ہجرت جو مسلمانوں پر مشتمل ہے،اور ساتھ ہی وہاں موجود یہود اور منافقین ایسی جگہ جہاں ریاست کے قیام کاتصور کرنا بھی محال نظر آتاہے الاّ اسلامی ریاست کاقیام۔۔۔! مگر ہجرت کرنے والوں میں رہنماوہ ہستی تھی جو مکہ جیسی جگہ پر منافقین، کفاراور اپنوں کے ظلم کے باوجود اپنے عزم سے پیچھے نہ ہٹے، پھر کیسے ممکن تھاکہ وہ ہجرت کے بعد گوشہ نشین ہو جاتے،وہ ہستی جس نے تمام دنیاکیلئے مثال قائم کرنی تھی،وہ ہستی جس نے دشمنوں کے درمیان رہتے ہوئے اپنے رب العالمین کے عطاکردہ دین کاپرچار فرمایا، نبی آخر الزماںﷺ جواس دور کیلئے روشنی کی کرن بن کرآئے اور ہر دور کیلئے رشد وہدایت بن گئے،ارشادِ باری ہے:

---

*۔ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ قرآن وسنہ، جامعہ کراچی

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ (1)

"اور (محمد ﷺ) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا"

اور اسی نے اپنے عمل سے جو انقلاب برپا کیا وہ بھی عجیب تھا، شاید چشمِ عالم نے ایسا انقلاب نہ دیکھا ہو، ایک قوم کی جگہ دوسری قون کو نہیں لایا گیا بلکہ اسی قوم اور اسی معاشرے کی اصلاح کی گئی، وہ بھی اس طرح کہ انسانوں کو انسان سے پیار کرنا سکھایا گیا، اس کی تعظیم و تکریم سکھادی گئی اور اس کو یاس و ناامیدی سے نکال کر اتنا نوازا کہ وہ دوسروں کیلئے سراپا رحمت بن گیا۔ (2)

وہ ہستی ایسی ہے جس کے دین کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی، جس کے دین کی تکمیل کی گواہی اللہ تعالیٰ نے خود دی:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ (3)

یہی نہیں کہ دین مکمل کر دیا بلکہ نعمتوں کی تکمیل اور ساتھ ہی دینِ اسلام کو چن لیا۔

وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (4)

یعنی جو مکمل ضابطۂ حیات ہے، معاش، معاشرت، سیاست، سائنس کوئی موضوع لے لیں دینِ اسلام کا پیمانہ اس سے لبریز ہے، پھر کیسے ممکن نہیں تھا کہ اسلامی فلاحی ریاست کا تصور مکمل طور پر میسر نہ ہوتا۔ رحمۃ للعالمین ﷺ ایسی ذات جو رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے اس ذات کے اٹھائے گئے ہر قدم کے نتیجے میں بہترین ریاست کا وجود ممکن ہوا ایسی ریاست جس کا تصور اس دور میں ممکن نہ تھا، مدینہ منورہ ایسی ریاست جس میں مسلمانوں کا الگ معاشرہ نہیں رکھا گیا۔

نبی پاک ﷺ نے جب ہجرت فرمائی تو یہ نہیں فرمایا کہ مسلمان پہلے اپنا علاقہ الگ کر لیں پھر میں وہاں اسلام کی تعلیمات پہنچاؤں گا، بلکہ آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی اور یہودیوں اور منافقین کے درمیان رہتے ہوئے مسلمانوں کیلئے اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کی ابتدا فرمائی، آپ ﷺ نے بہت احسن طریقے سے خاندان، قوم، مختلف معاشرتی نظام کو ساتھ لیتے ہوئے بہترین ریاست کا قیام فرمایا، اس ریاست میں مسلمانوں کا الگ معاشرہ نہیں رکھا گیا بلکہ یہودیوں اور منافقین کے درمیان رہتے ہوئے مسلمانوں نے اسلام کے مطابق زندگی کی ابتداء کی اور اس فلاحی ریاست کی بدولت ارد گرد کے علاقوں سے ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی تعلقات بھی قائم ہوئے، اور اسلام پوری دنیا میں پھیلا۔

مدینہ منورہ ایسی ریاست جہاں یہودیوں سے معاہدہ کیا گیا، ''میثاقِ مدینہ'' جیسا معاہدہ، پہلا تحریری معاہدہ، اس معاہدے سے پتہ چلتا ہے کہ ایک بہترین ریاست کے قیام کیلئے Dialogue ہونا بہت ضروری ہیں، ایک فلاحی ریاست کے قیام کیلئے ضروری ہے کہ اس کے افراد ریاست کی تعمیر و ترقی کیلئے متحد ہو جائیں۔

اور یہ اتحاد ہمیں مدینہ منورہ میں نظر آتا ہے۔ تعلیماتِ نبوی کے نتیجے میں مدینہ میں اتحاد، مذہبی رواداری، انصاف الغرض تمام ایسے اقدامات نظر آتے ہیں جو ایک بہترین ریاست کے قیام کیلئے ہونے چاہئیں۔

مذہبی رواداری کا درس ہمیں مدینہ منورہ میں یوں نظر آتا ہے کہ مسلمان خود کو برتر اور الگ قومیت سمجھنے کے بجائے رواداری سے کام لیتے ہیں، وہاں منافقین اور یہودیوں کو الگ الگ نہیں رکھا گیا، نبی کریم ﷺ نے غیر مسلموں کے ساتھ مذہبی رواداری کا برتاؤ کیا، منافقین کے رویئے کو نظر انداز کیا اور تمام لوگوں سے مساویانہ رویہ رکھا، یہاں ہم ریاست کے قیام کیلئے وہ کون سے اقدامات ہیں جن کی بدولت مدینہ جیسی ریاست قائم ہوئی اور رہتی دنیا تک کیلئے ریاست کی تشکیل کے اصول مرتب ہوئے اس پر نظر ڈالیں گے۔

ریاست کی تشکیل کی طرف پہلا قدم

مدینہ پہنچنے سے پہلے قباء کے مقام پر مسجد کی تعمیر اور مدینہ پہنچتے ہی ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جو صرف ایک عبادت گاہ نہ تھی۔ مسلمانوں کی عبادت گاہ کے قیام کے ساتھ ہی ان کی رہنمائی کیلئے ایک مخصوص مقام بھی قائم ہو گیا اور آپ ﷺ نے اپنے عمل سے ثابت فرمادیا کہ مسجد عبادت گاہ بھی ہے اور درس گاہ بھی، وہ مسجد جہاں عدل و انصاف کے فیصلے بھی ہوتے ہیں، حقِ رائے دہی بھی ہوتا ہے، یعنی مسجد دینی و دنیاوی دونوں کاموں کا ذریعہ بن سکتی ہے، اور مدینہ کی ریاست جو آگے جاکر وسیع تر ہوتی چلی گئی اور اس سلسلے میں تمام فیصلے اس ایک مسجد میں طے ہوتے تھے اس لئے اس سلسلے میں حکمران کے فیصلے نیک نیتی پر مبنی ہوتے تھے۔

مواخات

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ(5)

"تمام مومن بھائی بھائی ہیں"

اس آیت کی تفسیر ہمیں اس مواخات میں نظر آتی ہے جو ریاستِ مدینہ میں پہلا معاشرتی اقدام تھا، آپ ﷺ نے رہتی دنیا تک لوگوں کو پیغام دیدیا کہ جب تک کوئی قوم متحد نہ ہو گی اس وقت تک بہترین تو کیا عام زندگی بھی گزارنا

مشکل ہو جائے گی اور ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح آپ ﷺ کے اخوت و بھائی چارگی کی تعلیمات کی روشنی میں مہاجرین اور انصار ایک دوسرے کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہوئے ایک بہترین زندگی کی بنیاد رکھتے ہیں، یہ درسِ اخوت ہی ہے کہ بغض و عناد ختم کرکے تمام مؤمن متحد ہوگئے اور یہ اتحاد ہی مسلمانوں کی فلاح کی طرف پہلا قدم تھا اور آج ہم بھی اس ارشادِ باری تعالیٰ پر عمل کرتے ہوئے بہترین فلاحی ریاست کا قیام ممکن بنا سکتے ہیں۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (6)

"اور اللہ رسی کو مضبوطی سے تھالو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو"

روزگار کی فراہمی

رسولِ خدا ﷺ نے ہجرت فرماتے ہی جو پہلا معاشرتی قدم، درسِ اخوت اٹھایا یہ دراصل تعلقات کو استوار کرنا نہ تھا بلکہ مہاجرین کی طرف توجہ بھی تھی، مدینہ کے معاشرے کا ایک بڑا مسئلہ سینکڑوں مہاجرین کی بحالی کا مسئلہ تھا، گھر بار چھوڑ کر لوگ اکھڑے چلے آرہے تھے، چند ہزار کی آبادی رکھنے والی متوسط سی بستی کو انہیں اپنے اندر جذب کرنا تھا، واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلے کو جو تاریخ میں جب بھی پیدا ہوتا ہے پریشان کن بن جایا تاہے مدینہ کے معاشرے اور اس کے صدرِ ریاست نے جس کمالِ حکمت سے حل کیا اس کی کوئی دوسری مثال دنیا میں نہیں ملتی، کوئی آرڈیننس جاری نہیں کئے گئے، کوئی قانون نہیں ٹھونسے گئے، الاٹ منٹیں نہیں کی گئیں، مہاجرین کی تعداد معین کرکے کوئی قدغن نہیں لگائی گئی، کسی جبر سے کام نہیں لیا گیا، محض ایک اخلاقی اپیل کے ذریعہ اس پر پیچ مسئلے کو چند روز میں حل کرلیا گیا، سرورِ عالم ﷺ نے عقیدے، نظریہ اور مقصد کی صحیح معنوں میں ایک نئی برادری پیدا کرکے دکھائی، انصار اور مہاجرین کے درمیان جو بھائی چارگی کا رشتہ قائم کیا گیا تھا اس کی وجہ سے انصار کا حال یہ تھا کہ وہ اپنے اموال، باغات، کھیت آدھوں آدھ بانٹ کر رفقاءِ مقصد کو دے رہے تھے، دوسری طرف مہاجرین کی خودداری کا یہ نقشہ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ ہمیں کھیت یا بازار کا راستہ دکھاؤ ہم تجارت یا مزدوری کرکے اپنا پیٹ پال لیں گے۔ (7)

گویا مواخاتِ مدینہ صرف ایک رشتہ نہ تھا بلکہ مجبور افراد کی کفالت کا ایک منصوبہ بھی تھا، خوشحالی کیلئے ایک بہتر طریقہ تھا، یہ آپ ﷺ کی دور اندیشی کا نتیجہ تھا، کیونکہ غربت ہی انسان کو غیر اخلاقی افعال پر مجبور کرتی ہے، معاشرے میں انتشار، بے راہ روی، چوری، چھینا جھپٹی یہ سب معاشی بحران کی وجہ سے ہوتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"كاد الفقر أن يكون كفرا"

"نزدیک ہے کہ غربت کفر میں بدل جائے"(8)

آپ ﷺ غربا و مساکین کی مدد کا حکم فرماتے، بھوکے کو کھانا کھلانا، ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا، الغرض عوام کی معاشی فلاح کیلئے جو اقدامات ضروری ہیں آپ ﷺ نے سب کئے، فرمانِ رسول ہے:

"أنا ولي من لا ولي له"

"جس کا کوئی ولی نہیں میں اس کا ولی ہوں"(9)

معاشی بحران کے خاتمے کیلئے اس سے بڑی دلیل کیا ہوگی کہ ایک حکمران خود مجبور کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔

درس گاہ کا قیام

تعلیمات نبوی ﷺ سے ہمیں سب سے بڑا درس درس گاہ کے قیام کا ملتا ہے، ٹینڈر نہیں بنوائے گئے، زبردستی نہیں کی گئی، بلکہ اسی مسجدِ نبوی کو درس گاہ کا درجہ بھی دے دیا گیا، یعنی پہلی اسلامی ریاست بننے کے ساتھ ہی پہلی یونیورسٹی کا قیام ہو گیا، آج جو نظام ہم یونیورسٹی، ہاسٹل، آڈیٹوریم، لیکچر کا دیکھ رہے ہیں یہ کسی اور کا تخیل نہیں، بلکہ تعلیماتِ نبوی ﷺ ہی ہیں، ایک چھوٹی سی جگہ جو عبادت گاہ ہے اسے درس گاہ بھی بنا دیا، جو باہر سے تعلیم کیلئے آرہا ہے اس کیلئے اسے ہاسٹل بھی بنا دیا، یہ ہے وہ ہدایت جو اللہ نے رسولِ اکرم ﷺ کو پہلی وحی میں ودیعت کر دی۔ "اقرأ" (پڑھو) تعلیم کی اہمیت سب سے پہلے بتا دی گئی، ہدایت ور ہنمائی کی مشعل جلا دی گئی، یہ تعلیم صرف مذہب تک محدود نہ تھی بلکہ تمام اصحاب کو تمام علوم سیکھنے کی طرف راغب کیا گیا، سب سے بڑی مثال غزوۂ بدر ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کس طرح قیدیوں کی رہائی کا فدیہ علم کو رکھا، جو شخص جرمانہ نہیں دے سکتا وہ پڑھنا لکھنا سکھا دے، یہ ایک مضبوط ریاست کیلئے بہترین حکمتِ عملی تھی۔

علم وہ شمع ہے جس سے ہزاروں لاکھوں شمعیں جلتی ہیں، اور ایک ریاست سے کئی ریاستیں بنتی چلی جاتی ہیں، آج ہم اپنے ارد گرد نظر ڈالیں تو کئی قومیں ایسی نظر آتی ہیں جو صرف تعلیم کی بدولت کامیاب ہوئی ہیں، اور ہمارے پاس تعلیم کا سب سے بڑا ذریعہ قرآن پاک اور اس کی تفسیر تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں موجود ہے، وہ کتاب جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (10)

"بے شک ہم اس ذکر کو نازل کرنے والے ہیں اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"

جس ریاست کو ہم کتابوں میں ڈھونڈرہے ہیں وہ ریاست تو ہمارے دلوں اور ذہنوں میں موجود ہے، ضرورت صرف عمل کی ہے کہ ہم ان اصولوں اور اقدامات کو دہرائیں جو نبی پاک ﷺ نے ریاست کے وجود و استحکام کیلئے اٹھائے، اوراس کیلئے سب سے ضروری تعلیمی اقدامات ہیں۔

یہ تو وہ اقدامات تھے جو ریاستِ مدینہ کے باہمی تعاون و تعلق کیلئے ضروری تھے، بھائی چارگی، روزگار اور تعلیم کا حصول انسان کی اخلاقی اقدار کو بلند کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں، اس کے بعد ریاستِ مدینہ کو اندرونی اور بیرونی معاملات میں مضبوط کرنا، امن وامان کا قیام، افراد کی عزت، جان و مال کی حفاظت جس کے بغیر ایک ریاست مستحکم نہیں ہو سکتی۔ بنیادی طور پر لوگوں سے مطمئن ہونے کے بعد مدینہ میں امن کا قیام ضروری تھا تاکہ ریاست مستحکم ہو سکے۔

امن وامان کا قیام

تاریخِ عالم کا پہلا تحریری دستور:

تمام مراحل طے ہونے کے بعد سب سے بڑا مسئلہ امن وامان کے قیام کا تھا، کیونکہ صرف مسلمان آباد نہ تھے بلکہ مدینہ میں یہودی اور غیر مسلم اقلیتیں بھی آباد تھیں، امن وامان کے قیام کیلئے مختلف گروہوں، قبائل، مذاہب کے لوگوں کے حقوق و فرائض متعین کرنا اور انکی جان و مال کی حفاظت کی یقین دہانی ضروری تھی، اس کیلئے رسولِ اکرم ﷺ نے تاریخ ساز معاہدہ کیا جو مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان تھا۔ ملکی استحکام اور قیامِ امن کیلئے اس قسم کے معاہدات پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہے، بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ معاہدے کے نتیجے میں ایک بہترین اسلامی ریاست وجود میں آئی۔

معاہدات اگر شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے کئے جائیں تو قابلِ قبول اور پائیدار بھی ہوتے ہیں، اور یہ معاہدہ "میثاقِ مدینہ" پہلا تحریری منشور، ایسا منشور جس نے تمام آنے والی نسلوں، قوموں کو راہِ ہدایت دی کہ دیکھو معاہدہ اسے کہتے ہیں، اسے مذہبی رواداری کہتے ہیں، اسے دین کی سربلندی کہتے ہیں، ایسا معاہدہ جس سے اسلامک سوسائٹی کے مقاصد ، امن وامان، اخوت، بھائی چارگی، انسانی عزت وآبرو کی حفاظت اور سب سے بڑھ کر عالمی حقوق کی پاسداری کی مثال کہیں نہیں ملتی، تب سے اب تک کوئی ایسا معاہد نظر نہیں آتا جس کی تمام شقوں پر مختلف مذاہب، ثقافت، نسل، قوم کے لوگ متحد ہو جائیں، کسی نہ کسی شق پر سیر حاصل بحث ہو جاتی ہے۔

سیرت نگار محمد حسن ہیکل لکھتے ہیں:

"یہ وہ تحریری معاہدہ ہے جس کی بدولت محمد ﷺ نے آج سے چودہ سو سال قبل ایک ایسا ضابطہ انسانی معاشرہ میں قائم کیا جس سے شرکاءِ معاہدہ، ہر گروہ، ہر فرد کو اپنے اپنے عقیدہ و مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہوا، انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی"(11)

سید احمد گیلانی اس معاہدے کو لکھتے ہیں:

"اس ریاست کی ایک اور خصوصیت اس کا تحیری دستور تھا، یہ ایک عام دستوری اور آئینی ریاست تھی جس میں اس کے باشندوں کے حقوق و فرائض کی واضح تعین و تقسیم کی گئی تھی غالباً یہ دنیا کا پہلا تحریری دستور تھا جو مدینہ کی ریاست کے ذریعہ وجود میں آیا"(12)

ڈاکٹر حمید اللہ اس پہلے دستور کے حوال سے تحریر فرماتے ہیں:

"دنیا کا پہلا تحریری دستور جس میں مدینہ کی حدود میں بسنے والے دیگر مذاہب کے باشندوں کے سیاسی معاشرتی، قانونی اور مذہبی حقوق کا تحفظ کیا گیا(13)

ایسا دستور بن گیا جس کے بعد کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ مدینہ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا، کیونکہ اس معاہدے کے ذریعہ سربراہ نے عوام کا اعتماد حاصل کر لیا، مدینہ کے تمام باشندے یک جان ہوگئے، کیونکہ غیر مسلم اقلیتوں کو مذہبی رواداری پر مبنی اس تاریخی صحیفہ کی بدولت مندرجہ ذیل حقوق و مراعات حاصل ہوئیں:

(1) اللہ کی حفاظت و ضمانت ہر فریق کو حاصل ہے۔

(2) امت کے غیر مسلم ممبروں کو بھی مسلمانوں کی طرح سیاسی اور مذہبی حقوق حاصل ہیں، امت کے ہر گروہ کو مکمل مذہبی آزادی اور اندرونی خود مختاری حاصل ہے۔

(3) امت کے دشمنوں سے مسلم اور غیر مسلم دونوں مل کر جنگ کریں گے اور مشترکہ طور پر اخراجاتِ جنگ برداشت کریں گے، مسلم اور غیر مسلم دونوں ایک دوسرے کے بہی خواہ ہیں۔(14)

میثاقِ مدینہ کی چیدہ چیدہ شقیں جو ایک بہترین ریاست کے قیام کا ذریعہ بنیں یہاں تحریر کی گئیں، مکمل منشور دیکھا جائے تو ہمیں پھر کسی اور چیز پر نظر ڈالنے کی ضرورت نہیں۔

الغرض یہ معاہدہ فلاح کی آخری کیل ثابت ہوا اور مدینہ میں ریاستی امور بہتر طور پر سرانجام ہوئے اس معاہدے کے نتیجے میں مدینہ کے رہائشی پر سکون زندگی گزارنے لگے۔

بین الاقوامی تعلقات

معاہدہ طے ہونے کے بعد ریاست میں اندرونی سازشوں اور بیروں حملوں سے حفاظت ہوگئی اور اب نبی پاک ﷺ نے تبلیغِ اسلام کی طرف قدم بڑھایا اور بین الاقوامی تعلقات کی طرف توجہ دی، گوکہ بظاہر یہ صرف تبلیغِ اسلام دکھائی دیتی ہے مگر اس کے ذریعہ نبی کریم ﷺ نے سب کو بتادیا کہ اندرونی قیام امن کے بعد ہی بین الاقوامی تعلقات قائم ہوسکتے ہیں، آپ ﷺ نے اس پر عمل کرکے دکھایا، مختلف ممالک کی طرف خطوط تحریر کئے گئے، دعوت دی گئی۔

مختلف محکموں کا قیام

آپ ﷺ نے ریاستِ مدینہ میں مسجدِ نبوی کے اندر فوجی محکمہ ،مشاورتی کونسل، حقِ رائے دہی کا استعمال، تعلیم کا نظام، عدل وانصاف کا قیام، مساوات کا درس، درسگاہ، ہاسٹل الغرض آج جتنے محکمے ہمیں دکھائی دیتے ہیں ان سب کی بنیاد اس ایک مسجد میں رکھی جو ریاست کا دارالحکومت تھی اور آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین خاص طور پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ان تمام امور کے محکمے نظر آتے ہیں اور ایک وسیع دارالسلطنت قائم ہوئی ہے، یہ اسی مثالی ریاست کا پیش خیمہ ہے۔

عدل وانصاف کا قیام

فلاحی ریاست کے قیام کیلئے ایک قدم عدل وانصاف کا قیام بھی تھا، گوکہ آپ ﷺ کی ذات خود ذاتِ عدل تھی، لوگوں کیلئے ایک راہِ ہدایت تھی، مگر آپ ﷺ نے عدل وانصاف مساوات کے ذریعہ ثابت کردیا کہ یہ ایسا اصول ہے جس میں کامیابی بھی ہے اور اللہ کی محبوبیت بھی:

وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ [15]

"اگر آپ فیصلہ کریں تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کریں بے شک اللہ تعالیٰ انصاف سے فیصلہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"

تعلیماتِ نبوی ہوں اور عدل وانصاف کا ذکر نہ ایسا ممکن نہیں، ریاست کے استحکام، عروج، لوگوں کے درمیان مساوات اور ان کے فیصلے عدل سے ہونا ایک ریاست کی کامیابی ہے اور ایسے حکمران کی عزت وتکریم خود بخود ہو جاتی ہے جو عدل سے فیصلے کرتا ہے۔

ریاست کے استحکام کیلئے قانون کا احترام کروانا لازمی ہے، قوانین تمام افراد (عام وخاص) کے لئے مشترک ہونے ضروری ہیں، ان پر عملدرآمد سب سے کروایا جائے اور یہ سب ہمیں مدینہ میں نظر آتا ہے، مذہب، فرقہ، قبیلہ، نسل، رنگ سب کو بالائے طاق رکھ کر فیصلے کئے گئے۔

تجاویز

اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کیلئے سب سے پہلے ملک میں اندرونی طور پر امن وامان قائم کیا جائے۔ جس کیلئے:

(1) تعلیمی نظام کو درست کیا جائے۔

(2) مختلف تعلیمی نظام جس کو ہم گورنمنٹ اور پرائیویٹ کا نام دیتے ہیں یکجا کر کے ایک ہی نظام تشکیل دیا جائے۔

(3) عوام کیلئے بہترین سہولتیں تعلیم وصحت کیلئے دی جائیں۔

(4) معاشی بحران کو ختم کیا جائے۔

(5) ایسے اقدامات کئے جائیں جو شرعی حدود میں رہتے ہوئے عوام کے مفاد کیلئے ہوں۔

(6) اسلامی تعلیمات یعنی قرآن جو معاش، معاشرت، سائنس، سیاست سب کا درس دیتا ہے اس کا پرچار کیا جائے۔

(7) عوام اور قائد کے درمیان باہمی اعتماد کا رشتہ قائم ہو۔

(8) عدل وانصاف اور مساوات کا قیام ممکن بنایا جائے۔

(9) قوانین پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے اور کروایا جائے۔

حوالہ جات

1۔القرآن،21: 107

2۔زینت ہارون،ڈاکٹر،2015،اسلام اور اصلاحِ معاشرہ،یونیورسٹی پریس،صفحہ 169

3۔القرآن5: 3

4۔القرآن5: 3

5۔القرآن49: 10

6۔القرآن،3: 103

7۔نعیم صدیقی،2018،محسنِ انسانیت،الفیصل ناشران،صفحہ 246-247

8۔احمد بن حسین،البیہقی،2003،شعب الایمان،کتاب الحث علی ترک الغل والحسد،مکتبہ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض بالتعاون مع الدار السلفیہ بالہند،حدیث نمبر 6188

9۔النسائی،احمد بن شعیب،2001،السنن الکبریٰ،کتاب الفرائض،بیروت،حدیث نمبر 6343

10۔القرآن،9:26

11۔محمد حسن ہیکل،حیاۃ محمد (عربی)،ص:227

12۔سید اسعد احمد گیلانی،1986،رسولِ اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب،ادارہ ترکمان القرآن لاہور،صفحہ:554

13۔محمد حمید اللہ،ڈاکٹر،1983،مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ فی العہد النبوی والخلافۃ الراشدۃ۔ دارالنفائس، بیروت، صفحہ:62

14۔حافظ محمد ثانی،ڈاکٹر،1998ء،رسولِ اکرم اور رواداری، فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ کراچی،صفحہ:58

15۔القرآن–5: 42